

فواتح و خواتم سور مسجحات میں ترتیب و ربط کا جائزہ: منتخب تفاسیر کی روشنی میں

The Arrangement and Harmony of Musabbahat from Beginning to the End (In the Light of Selected Exegeses)

Dr. Aqsa

Lecturer, GC Women University, Sialkot

aqsatariq44@gmail.com

Aqeel Ahmad

Ph.D. Scholar, Punjab University, Lahore

aqeel3366@gmail.com

ISSN (P): 2708-6577

ISSN (E): 2709-6157

Abstract

The Qur'an is the fundamental document of the religion of Islam. It is regarded by the faithful as the Holy, revealed, eternal Word of God, preserved on the guarded tablets "Lawh mahfuz" in heaven (Al-Barouj 85:22). The Holy Quran is the only divine book that has remained protected from any falsification that is standing at the acme of eloquence, rhetoric and guidance. It reveals the hidden secrets of the universe an exhilarating tone. Al-Musabbihat is the surah of the Quran that begin with Allah's Glorification 'Subhana', 'Sabbaha', and 'Yusabbihu'. Al-Musabbihat refers to the following Surahs: Al-Asraa, Al-Hadid, Al-Hashr, As-Saff, Al-Jumu'ah, Al-Taghabun and Al-A'laa.. In this study we discussed the meanings, importance, and ascending and descending order of surahs and supremacy of Musabbihat. Then we further described about the arrangement, harmony in content, the same harmony and variations between Surahs, and continuity of Musabbihat. The Musabbihat Surahs, as a valuable part of the Holly Quran that astound every eloquent person try to achieve the praising and glorifying the Almighty Allah.

Key Words: Musabbihat, Harmony, Beginning, Ending, Arrangement, Exegeses

تعارف:

قرآن کریم ایک سوچودہ سورتوں پر مشتمل ہے اور یہ سورتیں ایک سوچودہ مضامین بھی ہو سکتے ہیں، ابواب بھی اور ہر سورۃ ایسی بھی ہو سکتی ہے کہ ایک سے زیادہ علوم ایک ہی سورۃ کے اندر جمع ہوں ان سورتوں میں جہاں مضامین کا تنوع پایا جاتا ہے وہاں ان کی مقدار اور تعداد آیات کا تنوع بھی نظر آتا ہے کوئی سورۃ تو سورۃ البقرۃ کی طرح طویل ہے اور کوئی سورۃ سورۃ الکوثر کی طرح مختصر۔ کسی سورۃ میں احکام فقہی کا بیان ہے تو کوئی سورۃ اپنے مضامین کے اعتبار سے قلب قرآن کہلاتی ہے تو کوئی سورۃ اپنی ظاہری خوبیوں، محاسن اور شان و شوکت کی وجہ سے زینت القرآن کا عنوان بنتی ہے۔ غرض یہ کہ قرآن کریم کی سورۃ مختصر ہو یا طویل۔ مضامین اور ظاہری خوبیوں میں اعجازی شان و شوکت رکھتی ہے۔ محمد حنیف ندویؒ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ قرآن حکیم کا یہ اعجاز ہے کہ اس نے عربی زبان کو ایک خاص تعین بخشا ہے اور معانی کے اعتبار سے نئی نئی اصطلاحات عطا کی ہیں۔ چنانچہ حصص قرآن کو 'سور' سے تعبیر کرنا قرآن حکیم کے اسی اعجاز کا کرشمہ ہے اور یہ شرف قرآن مجید ہی کو حاصل ہے کوئی دوسری الہامی کتاب مضامین اور معانی کی اس طرح تقسیم سے بہرہ مند نہیں۔ متذکرہ مقالہ میں مسجحات کے فاتح و خاتم میں ترتیب و ربط کو پیش کیا گیا ہے۔

سابقہ تحقیقی مواد کا جائزہ:

فواتح و خواتم السور القرآن کے حوالے سے مختلف مفسرین نے قلم تو ضرور اٹھایا ہے لیکن تمام سورتوں کے حوالے سے کوئی خاص کتاب ذکر نہیں کی گئی۔ کچھ مصنفین نے بعض سورتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے ایم۔ اے کے چند مقالہ جات میں ابتدائی سورتوں کے فواتح و خواتم کے حوالے سے تو کام موجود ہے۔ بدیں علمی حوالے سے اس امر کی ضرورت ہے کہ اس قسم کے موضوعات پر کام جاری رکھا جائے۔ تاہم پیش کردہ مضمون موضوع اور منہج و مواد کے حوالے سے مختلف ہے کیونکہ مسجحات کے حوالے سے ابھی تک کوئی کام راقم کی نظر سے نہیں گزرا۔

مقالہ کا منہج:

اس آرٹیکل میں مختلف تفاسیر کو منتخب کیا گیا ہے جن میں تفسیر المنیر، تدبر قرآن، تفسیر حقانی، فی ظلال القرآن، تفہیم القرآن اور معارف القرآن شامل ہیں۔ یہاں پر مسجحات کے لغوی و اصطلاحی معنی کو مختصر اذکر کیا گیا ہے تاکہ قارئین اس کے مفاہیم کو سمجھ سکیں اور اس کے بعد فواتح و خواتم سور القرآن کے معنی و مفہوم اور ربط کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں مفسرین کی آرا کا جائزہ، خلاصہ بحث اور نتائج و سفارشات بھی شامل ہیں۔

اہمیت و افادیت: حسن الابداء اس بات کا نام ہے کہ کلام کے آغاز میں خوبی عبارت اور پاکیزگی لفظ کا بہت زیادہ خیال رکھا جائے۔ اسی وجہ سے یہ ضروری بات ہے کہ آغاز کلام میں بہتر سے بہتر، شیریں، سلیس، خوشنما اور معنی کے اعتبار سے صحیح تر اور واضح تقدیم و تاخیر، تعقید سے خالی التباس اور عدم مناسبت سے بری لفظ لایا جائے۔ قرآن مجید کی سورتوں کے فواتح بہترین وجہ پر نہایت بلیغ اور کامل ہو کر آئے ہیں۔ مثلاً تحمیدات، حروف تجبی اور نداء وغیرہ۔ کلام (قرآن مجید) کے عمدہ ابتداء کی ایک خاص ترین نوع بر اعثہ الاستہلال نامی بھی ہے۔ چنانچہ سورۃ الفاتحہ کے عمدہ الفاظ اور انواع و بلاغت پر مشتمل ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے۔ اسی طرح سورۃ اقرآ (العلق) کا شروع بھی سورۃ الفاتحہ کے مانند تمام ایسی ہی خوبیوں پر مشتمل ہے کہ اس میں بھی براعہ الاستہلال موجود ہے کیونکہ وہ سب سے پہلے نازل ہونے والا قرآن پاک (کا حصہ) ہے اور اس میں قرأت اور خدا تعالیٰ کے نام سے بدآت (شروع کرنے) کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں احکام کے علم کی طرف اشارہ ہے توحید باری تعالیٰ اور اس کی ذات و صفات کے اتباع پر زور دیا گیا ہے۔ صفت ذات اور صفت فعل کا بیان ہے۔ کیونکہ کتاب کا عنوان اس کتاب کے تمام مقاصد کو بہت ہی مختصر عبارت میں اپنے آغاز میں جمع کرتا ہے۔

علامہ جلال الدین السيوطیؒ اس حوالے سے رقمطراز ہیں کہ سورتوں کے خاتمے بھی دعاؤں، نصائح، فرائض، تحمید، تحلیل، وعظ، وعدہ اور وعید وغیرہ کے امور میں سے کوئی نہ کوئی امر ہوا کرتے ہیں مثلاً سورۃ الفاتحہ کے خاتمے میں پورے مطلوب کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ یوں کہ اعلیٰ درجہ کی مطلوب شے وہ ایمان ہے جو کہ خدا تعالیٰ کا غضب نازل کرنے والی اور معاصی کی آلودگی و گمراہی سے محفوظ ہو۔ اس کے سوا خواتم سورتہائے قرآن میں دعا آنے کی مثال سورۃ البقرۃ کے خاتمے کی دو آیات ہیں۔ نصیحتوں اور ہدایتوں کی نظیر سورۃ آل عمران کا خاتمہ ہے۔ فرائض پر ختم ہونے کی مثال سورۃ النساء کا اختتام ہے اس میں خوبی اختتام کی بات موت کے احکام کا بیان ہے کیونکہ احکام موت ہر ایک جاندار کا انجام کار اور سب سے اخیر میں نازل ہونے والے احکام ہیں۔ سورۃ المائدہ کا خاتمہ بزرگی ظاہر کرنے اور تعظیم پر ہوا ہے سورۃ الانعام و عید پر ختم ہوتی ہے۔ سورۃ برآۃ (التوبۃ) کا خاتمہ رسول ﷺ کی صفت، ان کی مدح اور تہلیل کے بیان پر کیا گیا ہے۔ غرض یہ کہ کسی نہ کسی انداز سے قرآن مجید میں شامل تمام سورتوں کا اختتام بہت ہی عمدہ اور احسن انداز سے کیا گیا۔

❖ مسبجات کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

سَبَّحَ، يُسَبِّحُ، سے جن سورتوں کا آغاز ہوا ان کو "مَسْبُحَات" کہا جاتا ہے خلیل احمد الفراهیدی، ابن منظور افریقی (م ۱۱۷ھ) اور مولانا وحید الزمان قاسمی (م ۱۴۱۰ھ) نے مسبجات کے مفہیم کو تفصیلاً ذکر کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے۔

سَبَّحَ : سُبْحَانَا؛ سبحان الله : تنزيه الله عن كل ما ينبغي ان يوصف لا به، ونصبه، في موضع فعل على معنى: تسبيحاً لله، تُرِيدُ: سَبَّحْتُ-تَسْبِيحاًلله(أي: نَزَّهْتُهُ، تَنْزِيهًا،¹ سَبَّحَ : سُبْحَانَا؛ سبحان الله: تنزيه الله عن كل ما ينبغي ان يوصف به، سَبَّحْتُ تَسْبِيحاً لله، سبحان الله: معناه تنزيه لله، سَبَّحْتُ الله تسبيحاً له أي نزهته تنزيهاً²-(سبح، سبحان الله، سُبْحَاتُ الله، التَّسْبِيحُ)³ - سَبَّحَ، يُسَبِّحُ، سُبْحَانَا، قال: سبحان الله، تسبيح نَزَّهَهُ، قَدَّسَهُ؛ قال: السُّبْحَات: أي أبرى الله من كل سوء۔⁴ گویا الفراهیدی کے مطابق: سَبَّحَ سے مراد اللہ جل شانہ کی پاکی بیان کرنا کہ تمام صفات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تسبیح کی۔ یہ کہ سَبَّحَ سے مراد اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا کہ تمام صفات اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سبحان اللہ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا اور کہا گیا ہے کہ تنزیہ کرنا، جو کہ ہر عیب سے بری ہے۔ سبحان اللہ تنزیہ کا کلمہ ہے یعنی کہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی پاکی، بزرگی اور برتری کے لئے بولا جاتا ہے۔

اصطلاح میں مسبجات سے مراد ایسی سورتیں جن کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد و ثناء سے کیا گیا ہو۔ ان میں سے کچھ سورتیں مصدر کے ساتھ، کچھ ماضی و مضارع کے صیغہ کے ساتھ اور کچھ امر کے صیغہ سے شروع ہوتی ہیں لیکن سب سورتوں میں مشترک بات یہی ہے کہ یہ تمام تسبیح سے شروع ہوتی ہیں۔ محمد عبد منیب⁵ اور علامہ جلال الدین السيوطی⁶ (م 911ھ) لکھتے ہیں: "التسبيح في سبع سور: التسبيح كلمه استأثرال بحافباءالمصدر في بني اسرائيل لأنه الأصل ثم بالماضي في الحديدوالحشروالصف لأنه أسبق الزمانين، ثم بالمضارع في الجمعه والتغابن، ثم بالأمر في الأعلى استيعاب الي هذه الكلمه من جميع"۔ تسبیح سے شروع ہونے والی سورتوں کی تعداد سات ہے، سورۃ الاسراء کو مصدر کے ساتھ آغاز فرمایا کیونکہ مصدر اصل شے ہے۔ پھر الحديد، الحشر اور الصف میں صیغہ ماضی سے ابتداء کی گئی۔ بعد ازاں الجمعه اور التغابن میں مضارع کا صیغہ برتا ہے اور سورۃ الاعلىٰ میں امر کا صیغہ استعمال کر کے اس کلمہ کا جمع جہات سے استيعاب کر لیا ہے۔ علامہ السيوطی ابو شامہ کے حوالے سے تحریر کرتے: "اثنى على نفسه سبحانه ثبوت الحمد والسلب بما استفتح السور والأمر والشرط والتعليل والقسم والدعا حروف التهجي استفهم الخبر¹"⁷۔ امام زمخشري (م ۵۳۷ھ) اپنی تفسیر "الکشاف" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: "الحمد لله الذي انزل القرآن كلاماً مولفاً منظماً ونزله بحسبي المصالح منجماً وجعله بالتحميد مفتتحاً وبلاستعاذه مختتماً"⁸ تشکر و سپاس اور لائق مدح و ستائش اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے قرآن مجید کو ایک منظم و مربوط کلام کی صورت میں حسب ضرورت جستہ جستہ نازل فرمایا۔ تحمید سے اس کا آغاز اور استعاذہ پر اس کا اختتام فرمایا۔

تعريفات کا خلاصہ: مسبجات کی درجہ بالا تعریفات سے یہ مفہوم اخذ کیا جاتا ہے کہ التَّسْبِيحُ: کے معنی تنزیہ الہی بیان کرنے کے ہیں۔ سبحان اللہ تنزیہ کا کلمہ ہے یعنی کہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی پاکی، بزرگی و برتری کے لیے بولا جاتا ہے۔ سَبَّحَ سے مراد اللہ جل شانہ کی پاکی بیان کرنا کہ تمام صفات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اس سے مراد "سبحان اللہ" بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات

1۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سورتوں کا افتتاح کرتے ہوئے اپنی ذات پاک کی ثناء، ثبوت اور سلب، حمد، امر، شرط، تعلیل، قسم، دعا، حروف تہجی، استفہام اور خبر کے ساتھ کی ہے۔

فواتح و خواتم سور مسجحات میں ترتیب و ربط کا جائزہ: منتخب تفاسیر کی روشنی میں

السبح، القدوس یعنی کہ سب تعریفیں ذات پروردگار کے لیے ہی ہیں۔ مسجحات سے مراد ان سورتوں کا مجموعہ ہے جو کہ "سج یا مسح" سے شروع ہوتی ہیں۔ ان میں سے کچھ سورتیں مصدر کے ساتھ، کچھ ماضی مضارع کے صیغہ کے ساتھ اور کچھ امر کے صیغہ سے شروع ہوتی ہیں۔ مسجحات کی سورتوں کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید سے ہوتا ہے ان میں سے سورۃ الاسراء اور الاعلیٰ کی سورتیں ہیں جب کہ الحديد، الحشر، الصف، الجمعہ اور التغابن مدنی سورتیں ہیں۔ مسجحات کے مفہوم کو مختصراً ذکر کرنے کے بعد قارئین کی سہولت کے پیش نظر موضوع کی مناسبت سے فواتح و خواتم کے معنی و مفہوم کو بیان کیا گیا ہے۔

❖ فواتح کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

فواتح تین حرفی مادہ "ف-ت-ح" ہے، اس کا باب ثلاثی مجرد سے فتح ہی آتا ہے۔ فَتَحَ، يَفْتَحُ، فَتْحًا (کھولنا) ہے۔ اور اسی طرح الْفَاتِحَةُ من شَيْءٍ (یعنی کسی چیز کی ابتداء) اور اسی سے ہے "فاتحه الكتاب" اس کی جمع فواتح ہے۔ ابن منظور لسان العرب میں "فواتح" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: فَتَحَ، الْفَتْحَ، نَقِيضُ اخْلَاقٍ؛ وَفَاتَحَهُ الشَّيْءُ أَوَّلُهُ؛ وَافْتَتَحَ الصَّلَاةُ : التَّكْبِيرُ الْأَوَّلِيُّ؛ فَوَاتِحُ الْقُرْآنِ : أوائل السُّورَةِ۔⁹ اس سے مراد ہے کہ اگر فواتح کا لفظ کسی چیز کے لیے بولا جائے تو اس کا مطلب پہلایا ابتداء ہے اور اگر یہ نماز کے لیے بولا جائے تو اس سے مراد "تکبیر اولیٰ" اور اگر فواتح کا لفظ "فواتح القرآن" کے حوالے سے بولا جائے تو اس کا مطلب سورۃ کا "ابتدائی حصہ" یا سورۃ کی ابتداء "مراد ہے۔ چنانچہ فتح، فاتحہ، فواتح سے مراد کھولنا، ابتداء اور ابتدائی حصہ ہے۔ اصطلاح میں فواتح سے مراد قرآن حکیم کی سورتوں کا آغاز یا ابتداء ہے۔ بعض نے کہا، فواتح سے سورتوں کا ابتدائی حصہ مراد لیتے ہیں۔ علامہ السیوطی نے اس اصطلاح کو "افتتاح سور" سے تعبیر کیا ہے۔¹⁰

❖ خواتم کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

والجمع خواتم و خواتیم؛ و یقال ختم فلان القرآن: إذا قرأه إلى آخره؛ وخاتم كل شيء ء و خاتمه، عاقبته، و آخره۔¹¹ خواتم سے مراد آخری حصہ۔ اختتام یا اخیر ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ اس نے قرآن ختم کر لیا ہے تو اس سے مراد ہے کہ اس نے قرآن کو آخر تک پڑھا اور اس کے علاوہ خواتم سے مراد کسی چیز کا خاتمہ ہو جانا، اس سے مراد عاقبت بھی ہے۔ چنانچہ خواتم یا خاتمہ کے لغوی معنی آخری حصہ کے ہیں۔ لوئیس معلوف اس حوالے سے کہتے ہیں کہ خَتَمَ - خَتْمًا وَخَتَامًا - الخاتم۔ اس کی جمع "خواتم" بھی ہے۔¹² ابن منظور لسان العرب میں خواتم کے مفہوم کو اس طرح بیان کرتے ہیں ختمه، یختمه، ختمًا و ختامًا: الاخير عن الحياتی۔ اصطلاحی معنی میں خواتم سے مراد خواتم السور القرآن ہے۔ یعنی کہ (۱) قرآن کریم کی سورتوں کی آخری آیات یا (۲) قرآن کریم کی سورتوں کا آخری حصہ۔ امام جلال الدین السیوطی اس اصطلاح کو "مقاطع السور یا منتہائے سور" بھی کہتے ہیں۔ بعض خواتم السور سے سورتوں کی بالکل آخری آیت یا آیت کا حصہ مراد لیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس پر بھی خواتم کا بخوبی اطلاق ہوتا ہے۔¹³

❖ فواتح و خواتم السور کی اہمیت:

علامہ السیوطی¹⁴ "الاتقان فی علوم القرآن" میں فواتح السور القرآن کی اہمیت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ہر چیز کا ظاہری یا ابتدائی حصہ ہوتا ہے۔ اہل ایمان کا قول ہے "حسن الابتداء" اس بات کا نام ہے کہ کلام کے آغاز میں خوبی عبارت اور پاکیزگی لفظ کا بہت زیادہ خیال رکھا جائے۔ قرآن مجید کی سورتوں کے فواتح بہترین وجہ پر نہایت بلیغ اور کامل ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً تحمیدات، حروف تجنی اور ندا وغیرہ۔¹⁴

کلامِ آیات کا آخری حصہ بھی اپنی اہمیت کے اعتبار سے کسی طرح سے بھی کم نہیں دراصل یہ وہ آخری کلمات ہیں جو انسانی زندگی پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ مزید یہ کہ: ”قرآن حکیم کی سورتوں کا خاتمہ بھی اپنے حسن اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے کسی اعجاز سے کم نہیں۔ سورتوں کے خاتمے دعاؤں، نصیحتوں، فرائض، تحمید، تحلیل، مواعظ وغیرہ، وعید اور جامع صفات الہیہ پر ہوتے ہیں۔“¹⁵

شاہ ولی اللہ فواتح السور القرآن کے بارے میں بحث کرتے ہیں کہ ”چونکہ سورتوں کا اسلوب بیان شاہی فرمان کے اسلوب سے پوری مناسبت رکھتا ہے اس لیے سورتوں کی ابتداء اور انتہاء میں مکاتیب کے طریقہ کی رعایت رکھی گئی ہے۔ جس طرح بعض مکاتیب مکتوب کے نام سے شروع ہوتے ہیں۔ بعض بغیر عنوان کے ہوتے ہیں۔ بعض طویل اور بعض مختصر ہوتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بعض سورتوں کو حمد یا تسبیح سے شروع فرمایا اور بعض کو تحریر کی غرض سے شروع فرمایا ہر قسم ان عنوانات کے مشابہ ہے۔ جو دستاویزات کے آغاز میں لکھی جاتی ہیں۔ شاہ ولی اللہ فواتح السور کے انداز پر گفتگو کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ اہل عرب کا فصیح ترین کلام قصائد کی شکل میں ہے۔ قصائد میں اصل مقصد سے پہلے تمہید کے طور پر تشبیب لکھی جاتی ہے اور تشبیب میں عجیب و غریب مقامات، اور حیرت انگیز اور ہولناک واقعات کا ذکر کرنا ان کی بہت پرانی روایت ہے۔ قرآن مجید کی بعض سورتوں میں بیان کا یہ اسلوب بھی اختیار کیا گیا ہے۔“ شاہ ولی اللہ فواتح السور پر جامع بحث کا خلاصہ یہ ہے۔

- بعض سورتوں کا آغاز حمد یا تسبیح سے فرمایا۔
- بعض کو تحریر کی غرض سے شروع کیا جاتا ہے۔
- بعض کا انداز بالکل مکاتیب جیسا ہے۔
- بعض سورتوں کو تشبیب اور تمہیدی انداز میں بلا تمہید شروع کیا جاتا ہے۔
- بعض سورتوں میں کسی خاص موضوع کو شروع کرنے سے پہلے تمہیدی کلمات لائے جاتے ہیں۔
- بعض سورتوں میں موضوع کی مناسبت سے ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ جیسے جنت، دوزخ وغیرہ۔¹⁶

❖ فواتح و خواتم سور القرآن کا باہمی ربط:

سورتوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہمیں ہر سورۃ میں ایک ربط نظر آتا ہے جس سے موضوع کی فصاحت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں حمید الدین فراہی نے بیان کیا ہے کہ ”قرآن کی ہر سورۃ میں اگر کوئی متعین مقصد نہ ہوتا جس کے پورے ہونے سے سورۃ پوری ہوتی ہو تو یہ الگ الگ حد بند یوں کی کیا ضرورت تھی؟ سارے قرآن کو ایک ہی سورۃ بنا دیا جاتا جس سورتوں کے لیے کوئی خاص مقدار نہیں ٹھہرائی گئی بڑی چھوٹی ہر طرح کی سورتیں ہوئیں تو اگر ہر سورۃ کے اندر کوئی نظم و وحدت مد نظر نہیں ہے تو آیتوں کو ایک لڑی میں پرونے کی کیا ضرورت تھی؟ اجزاء یوں نہ بکھیر دیئے جاتے اگر سطر کے برابر اجزاء ہوتے تب بھی کوئی مضائقہ نہ ہوتا۔“¹⁷ شاہ ولی اللہ خواتم السور القرآن پر بھی مفصل گفتگو کرتے ہیں کہ ”جس طرح مکاتیب کلمات کو جامع اور وصایائے نادرہ اور احکامات سابقہ کے لیے تاکیدات اور ان کی مخالفت کرنے والے تمہیدات پر ختم کرتے ہیں۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے بھی سورتوں کے آخری حصہ کو کلمات جامع اور حکمت کے سرچشموں اور تاکیدات بلیغہ اور تمہیدات عظیمیہ پر ختم فرمایا، مزید فرماتے ہیں کہ ”جس طرح بعض مکاتیب کا اختتام کبھی جامع کلمات پر کیا جاتا ہے اور کبھی اچھی اچھی وصیتوں اور نصیحتوں پر، اسی انداز پر قرآن مجید میں بھی مختلف سورتوں کو کبھی جوامع الکلم پر اور کبھی احکام کے لواحق پر اور کبھی انتہائی سخت قسم کی تاکید پر تمام کیا جاتا ہے۔“¹⁸

فوائح و خواتم سور مسجات میں ترتیب و ربط کا جائزہ: منتخب تفاسیر کی روشنی میں

قرآن حکیم کے نظم و ربط کا اعجاز اس کی فصاحت و بلاغت کی دلیل ہے۔ علامہ جلال الدین السیوطیؒ نے اپنی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" میں ان علماء کا تذکرہ کیا ہے۔ جنہوں نے ربط آیات پر عام طور پر اور فوائح و خواتم کے حوالے سے کام کیا ہے ان میں امام جلال الدین السیوطیؒ نے اپنی ایک تصنیف "مرصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع" اور امام الکرمائیؒ نے کتاب "العجائب" بھی تصنیف کی ہے۔ علماء ہند میں سے ضمنائے شاہ ولی اللہؒ نے "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" اور علامہ اشرف علی تھانویؒ نے "سبق الغایات فی نسق الآیات" کے موضوع پر بہترین کتب تصنیف کی ہیں۔¹⁹

مفسرین علماء کرام میں سے جنہوں نے ربط کا خاص اہتمام کیا ہے ان میں امام الرازیؒ اور فوائح و خواتم کا جائزہ لینے والوں میں علامہ مصطفیٰ المرآغیؒ بھی شامل ہیں۔ اردو مفسرین میں سے اس ضمن میں علامہ عبدالحق حقانیؒ اور علامہ اشرف علی تھانویؒ قابل ذکر ہیں۔ قرآن حکیم کی سورتوں کے فوائح و خواتم میں بھی ربط اور مناسبت ایسی عجیب ہے کہ دنیا میں کسی فصیح و بلیغ کے کلام میں اس کی نظیر ممکن نہیں۔ فوائح و خواتم میں باہمی ربط کئی طرح سے ہوتا ہے۔ محمد مالک کاندھلویؒ نے اس انداز سے ربط کی تقسیم کی ہے:

- ۱۔ جلی: یہ وہ ربط ہے جو ظاہر ہو اور بغیر تناول اور تفکر کے سمجھ میں آجائے۔
- ۲۔ خفی: یہ وہ ربط ہے جو ظاہری طور پر نظر نہ آئے بلکہ ذرا غور و فکر کے بعد ذہن نشین ہو۔
- ۳۔ اخفی: یہ وہ ربط ہے جو خفی سے بھی زیادہ غور و فکر کے بعد سمجھ میں آجائے۔²⁰

❖ فوائح و خواتم السور القرآن کی قسمیں:

سور القرآن کریم کا آغاز مختلف نوعیت یا نوعیتوں سے نہیں ہوتا بلکہ مختلف انداز اور اقسام سے ہوتا ہے جو سورۃ میں زیادہ تر مقصود بیان اور ملحوظ ہو۔ اس ضمن میں علامہ السیوطیؒ فرماتے ہیں "النحو اطر السوانح فی اسرار الفوائح" کے نام سے ابن ابی الاصمٰغ نے ایک کامل تصنیف لکھی ہے۔ اس ضمن میں علامہ السیوطیؒ مزید فرماتے ہیں کہ "رب تعالیٰ نے قرآن کی سورتوں کا افتتاح انواع عشرہ کے ساتھ فرمایا اور کوئی سورۃ ایسی نہیں جو ان دس انواع میں سے کسی نہ کسی نوع سے خارج ہو۔ ان انواع میں سے دوسری نوع وہ ہے۔ جس میں حمد و ثناء کا ذکر ہے اور ان میں وہ سورتیں شامل ہیں۔ جن کا آغاز حمد و ثناء سے ہوتا ہے اور ثناء کی دو اقسام ہیں۔"

۱۔ پہلی قسم میں "اللہ تعالیٰ کے لیے صفات مدح کا اثبات" ہے۔ اس قسم میں پانچ سورتوں میں "تحمید" (الفاتحہ، الانعام، الکہف، السباء، الفاطر) اور دو سورتوں میں (الفرقان، الملک) "تبارک الذی" میں دلائل ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں ۲۔ دوسری قسم میں "اللہ تعالیٰ کی تنزیہ اور صفات نقص کی" کا بیان ہے۔ اس قسم میں سات سورتوں میں تسبیح کے ساتھ ابتداء ہوئی۔

علامہ السیوطیؒ، الکرمائیؒ کی کتاب "تثابہ القرآن" کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ "تسبیح ایک ایسا کلمہ ہے جس کے ساتھ اللہ پاک نے استیثار فرمایا ہے" (یعنی اسے بہت کثرت کے ساتھ یا بالکل اپنی ہی ذات کے لیے پسند اور استعمال فرمایا ہے۔ مسجات یعنی قرآن کریم کی وہ آیات جو "سَبَّحَ" سے شروع ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے (سورۃ الاسراء/ بنی اسرائیل... سَبَّحَانَ الَّذِی) کو مصدر کے ساتھ آغاز فرمایا کیونکہ مصدر اصل شے ہے اور پھر (سورۃ الحديد اور سورۃ الحشر... سَبَّحَ) ہیں صیغہ ماضی سے ابتدا کی ہے۔ اس لیے کہ ماضی کا زمانہ حال اور استقبال کے دونوں زمانوں سے اسبق ہے۔ بعد ازاں (سورۃ الجمعة اور سورۃ التغابن... یَسْبَحُ) میں مضارع کا صیغہ برتا ہے اور سب سے آخر میں یعنی سب سے بعد (سورۃ الاعلیٰ... یَسْبَحُ) میں امر کا صیغہ استعمال کر کے اس کلمہ کا اس کی جمیع جہات سے استیعاب کر لیا

ہے۔²¹ فواتح سے مراد سورۃ کا پہلا لفظ ہی نہیں بلکہ پہلی مکمل آیت یا ابتدائی چند آیات ہیں جن میں ایک مضمون پایا جاتا ہے اور ہم نے اسی فواتح کا تجزیہ کر کے خواتم سے ربط ملانا ہے۔ مسجات میں پہلی سورۃ بنی اسرائیل / الاسراء ہے۔

۱۔ الاسراء / بنی اسرائیل:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بُرِکْنَا حَوْلَہٗ لِتُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾²² پاک ہے وہ ذات جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا۔

مولانا امین احسن اصلاحی رقم طراز ہیں کہ "اس سورۃ کا فاتحہ، فواتح کی ان اقسام میں سے ہے جن کا شمار تسبیح و تحمید سے ہوتا ہے۔ یہاں بھی سورۃ کا آغاز تنزیہ سے کیا گیا۔ سبحان: تنزیہ کا کلمہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہر نقص و عیب سے پاک ہے۔ اس حکم سے کلام کا آغاز اس موقع پر کیا جاتا ہے۔ جہاں مقصود خدا کے باب میں کسی سوئے ظن یا غلط فہمی کو رفع کرنا ہو۔ یہاں واقعہ معراج کی تمہید اس لفظ سے اس لیے کی گئی کہ یہ واقعہ بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہود اور مشرکین کے ایک بہت بڑے سوئے ظن کو رفع کرنے والا تھا۔ یہ دونوں ہی گروہ خدا تعالیٰ کے دین کے دوسب سے بڑے مراکز پر قابض تھے اب ان دونوں مراکز کو خائنوں اور بدعہدوں سے چھین کر رسول ﷺ کے حوالہ کرنا تھا۔"²³

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں۔ "افتتح السورہ بذکرہ تشریفاً لہ ، وتعظیماً للمسجد الاقصى الذي أشير إلى قصه تخريبه"۔²⁴ اس سورۃ کا افتتاح رسول اللہ ﷺ کے واقعہ اسراء و معراج سے کیا گیا اور مسجد اور خانہ کعبہ کی تعظیم و تقدیس کا ذکر کیا گیا ہے اور اس واقعہ کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَّ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الدُّلٰی وَ کَبِّرْہٖ تَکْبِیْرًا﴾²⁵ اور کہو تعریف ہے اس خدا کے لیے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے اور نہ وہ عاجز ہے اور اس کی بڑائی بیان کرو کمال درجے کی بڑائی۔ وہبہ الزحیلی بیان کرتے ہیں۔ "ختمت السورہ بتنزیہ اللہ عن الشریک والولد، والناصر والمعین واتصف باللہ بالاسماء الحسنی الٰہی أُرشدنا إلی الدعاء بہ"۔²⁶

اس سورۃ کا اختتام بھی اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و بڑائی سے کیا گیا کہ وہ ہر شرک و اولاد سے پاک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اوصاف کا ذکر کیا گیا جو کہ دعا کی ایک صورت ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی بیان کرتے ہیں کہ "سورۃ کے خاتمہ کی آیات میں شرک کی کامل نفی ہے کہ ستائش اللہ کو زیبا ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے (جیسا کہ مشرکین و نصاریٰ کہتے ہیں) نہ اس کا کوئی خدائی میں شریک ہے (جیسا کہ لوگوں کا انبیاء و ملائکہ و صالحین کی نسبت خیال ہے) نہ اس کو کسی کی مدد و اعانت کی حاجت ہے جبکہ مشرکین اپنے معبودوں کو اس کا رکن سمجھتے ہیں۔ اس کی بڑائی بہت بڑھ کر بیان کر وہ سب باتوں سے پاک اور برتر ہے (اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً سبحان اللہ بکرہ واصیلاً) کس لطف کے ساتھ کلام کو تمام کیا ہے۔"²⁷

■ سورۃ کے فاتح و خاتم میں ربط: فاتح و خاتم کا الگ الگ جائزہ لینے کے بعد اس سورۃ میں باہم ربط کو موجود پایا۔ سورۃ کا آغاز لفظ "سبحان" سے کیا گیا جو کہ تنزیہ کا کلمہ ہے اور خاتمہ "الحمد" پر جو کہ تمجید کا کلمہ ہے لہذا ربط ظاہر ہے کہ تسبیح ہمیشہ تمجید سے مقدم ہوتی ہے۔ (کما قال فسبح بحمد ربک) پھر اسی طرح شروع میں لفظ سبحان میں اجمال تھا تو آخر میں اس کی نسبت سے مکمل تفصیل بیان کر دی گئی۔

۲۔ سورۃ الحديد:

مسجحات کی دوسری سورۃ "الحديد" ہے۔ ﴿سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾²⁸ امین احسن اصلاحی اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ "سورۃ کی تمہید میں اللہ تعالیٰ کی صفات عزت، حکمت، قدرت، علم، خلق اور تدبیر ہر ایک کی طرف جامع اشارہ ہے جس سے مقصود اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا ہے کہ جو ان صفات سے متصف ہے وہی آخرت میں سب کا مرجع و مولیٰ ہے اس وجہ سے وہ حمد و تسبیح کے لائق ہے اس کائنات کی ہر چیز اسی کی تسبیح کر رہی ہے۔²⁹ اس ضمن میں مولانا عبدالحق حقانی بیان کرتے ہیں کہ "اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تسبیح و تقدیس کسی وقت کسی حال میں منقطع نہیں بلکہ ہر حال میں ہونی چاہیے اور (ما فی السموات والارض) میں یہ اشارہ ہے کہ اے بنی آدم کچھ تمہیں پر اس کی تسبیح و تقدیس موقوف نہیں بلکہ اس کی تسبیح و تقدیس کرنے والے بہت ہیں آسمانوں کے فرشتے اور دیگر چیزیں اور زمین کے رہنے والے اور دریا کے جانوروں اور بیابانوں کے وحوش و طیور اور تمام نباتات و جمادات عرش سے لے کر فرش تک اس کی تسبیح و تقدیس کا غلغلہ و شور ہے۔"³⁰

وہبۃ الزحیلی بیان کرتے ہیں کہ: "ابتدأت هذه السورة عن صفات الله وأسمائه الحسنى، وظهور آثار عظمته في خلق الكون. ثم دعوت المسلمين إلى الإنفاق في سبيل الله لإعلاء كلمه الله -³¹ اس سورۃ کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسمائے حسنیٰ سے کی گئی اور کائنات کی عظمت و حقیقت کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر مسلمانوں کو انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت دی گئی۔ ﴿لَقَدْ يَلْعَلُ يَلْعَلُ أَلَّا يَشْكُرُوا عَلَىٰ شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾"³²

سید قطب شہید اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ "یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل و کرم کے خود ساختہ اجارہ دار بن بیٹھے تھے۔ وہ بنی اسرائیل کے سوا کسی کو نبوت و رسالت، جنت اور فضل الہی کا حقدار نہ مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام کھوکھلے دعوؤں کو رد کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ایمان و عمل پر ہے نہ کہ نسل و خاندان پر۔ بخشش، جنت، فضیلت اور تکریم و اعزاز خداوندی نسل اور خون سے نہیں بلکہ ایمان و اخلاق پر مبنی ہے۔ ایمان کی اس پکار، عقیدہ حقہ، کے اس اعلان عام پر سورۃ الحديد تمام ہوئی۔"³³

اس سورۃ کے اختتام کے حوالے سے ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی رقمطراز ہیں کہ: "ختمت السورة بالاعتبار بالأمم السابقة، وبقيصص نوح و ابراهيم و أحفادهم الرسول، وبقيصص عيسى ابن مريم، وموقف اتباعه من دعوته، وأوضحت ثواب المتقين، ومضاعفه أجر المؤمنين برسولهم. وأبانت أن الرسالة اصطفاء من الله وفضل يختص به من يشاء من عباده"³⁴۔ اس سورۃ کا اختتام امم سابقہ کے ذکر پر کیا گیا۔ یعنی حضرت نوحؑ، ابراہیمؑ، عیسیٰ ابن مریمؑ اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا گیا۔ مؤمنین کے لیے انفاق کے ذکر کے ساتھ ان کے اجر کا بیان ہے۔

■ سورۃ کے فاتح و خاتم میں ربط: سورۃ کا آغاز "بسم" سے کیا گیا۔ بسم کا معنی ہے چلا گیا دور ہو گیا کبھی اس کے مفہوم پر لام بھی آجاتا ہے جیسے نصیحت اور نصیحت لہ۔ دونوں طرح سے مستعمل ہے۔ اسی طرح تسبیح کا استعمال بھی دونوں طرح ہوتا ہے مفعول پر اس جگہ لام لانے سے اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ مخلوق کی تسبیح خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اور خاتمہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی عظمت کا بیان ہے۔ چنانچہ کسی نہ کسی پہلو سے اس میں ربط موجود ہے۔

۳۔ سورۃ الحشر:

سورۃ کا نام ”الحشر“ اسی سورۃ کی دوسری آیت سے ماخوذ ہے۔ ”الاول الحشر“ یہ محض علامت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾³⁵ اللہ کی تسبیح کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی غالب اور حکیم ہے۔

امین احسن اصلاحی بیان کرتے ہیں کہ ”یہ سورۃ فواح کی ان اقسام میں ہے جن کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس سے ہوتا ہے یہاں خاص توجہ کی بات یہ ہے کہ اس سورۃ کا آغاز اور اختتام دونوں نہایت معمولی فرق کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ گویا ربط یہیں سے واضح ہے۔ یہ آیت جس حقیقت کی یاد دہانی کرتی ہے وہ دراصل یہ ہے کہ یہ ساری کائنات اپنی تسبیح و تقدیس اور اپنی بندگی سے اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اس کا خالق ہر عیب سے پاک ہے اور اس کے ہر کلام میں حکمت ہے۔“³⁶

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی اس سورۃ کے ابتداء کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ”افتتحت السورۃ تنزیہ اللہ نفسہ عن کل نقص، وتمجیدہ من جمیع مافی الوجود من انسان و حیوان و نبات و جماد، وشہادۃ بواحدانیۃ وقدرتہ والنطق بعظمتہ“³⁷ اس سورۃ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی پاکی اور اس کی تقدیس سے کیا گیا ہے کہ وہ ہر نقص سے پاک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان کہ اس نے اس کائنات میں تمام انسانوں، حیوانوں، نباتات و جمادات کو پیدا کیا ہے جو کہ سب کی سب اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾³⁸ ہر چیز جو آسمان و زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ امین احسن اصلاحی سورۃ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ اس سورۃ کے خاتمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کی پھر یاد دہانی کرادی ہے کہ ذات باری تعالیٰ عزیز ہے اس وجہ سے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان بھی اس طرح مجبورانہ اپنے رب کی بندگی و تسبیح کرتا جس طرح ساری کائنات کر رہی ہے لیکن وہ حکیم بھی ہے اسی وجہ سے اس نے یہ چاہا کہ انسان کو اختیار دے کر آزمائے کہ وہ عبادت کے ذریعے اپنے رب کو پہچانتا ہے یا پھر شیطان کی پیروی کرتا ہے۔³⁹

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی بیان کرتے ہیں کہ ”وختمت السورۃ ببيان عظمۃ القرآن الکریم وعظمۃ من أنزلہ واتصافہ بأوصاف الجلال، وتسمیۃہ بالأسماء الحسنی“⁴⁰ اس سورۃ کا اختتام عظمت قرآن کریم اور اس کے نزول پر کیا گیا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال اور اسمائے حسنیٰ کی طویل تسبیح کے ساتھ اس کو ختم کیا گیا۔

■ سورۃ کے فاتح و خاتم میں ربط و وضاحت کی تحقیق: قرآن کریم کے ربط و نظم کا کیا ہی انداز ہے کہ سورۃ کو جس مضمون اور جن الفاظ سے شروع کیا تھا۔ سورۃ کے ابتداء میں جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا بیان ہے، اختتام بھی اللہ تعالیٰ کی انہی صفات سے کیا گیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آغاز سورۃ میں صیغہ ماضی (تج) لایا گیا اور سورۃ کے آخر میں صیغہ مضارع (یسبح) لایا گیا۔ گویا ربط بالکل واضح ہے۔

۴۔ سورۃ الصف:

مسبجات سورتوں میں سے ایک ”سورۃ الصف“ بھی ہے۔ ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾⁴¹ اللہ ہی کی تسبیح کرتی ہیں جو چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی غالب و حکمت والا ہے۔

فواج و خواتم سور مسجحات میں ترتیب و ربط کا جائزہ: منتخب تفاسیر کی روشنی میں

سید قطب شہد لکھتے ہیں کہ اس سورۃ کا آغاز بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و پاکی سے ہوتا ہے کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں اللہ پاک کی تسبیح و تقدیس کرتی ہیں۔ جب مسلمان تسبیح خداوندی کی پکار بلند کرتا ہے تو گویا ساری کائنات کے ساتھ ہم آہنگ اور ہم آواز ہو جاتا ہے۔ یہ آیت تسلیق و تحریر کے محل میں بھی ہو سکتی ہے اور اظہار بے نیازی کے محل میں بھی۔ آگے جہاد سے جان چرانے والے منافقین کو ان کی بد عہدی و بزدلی پر ملامت کی گئی ہے۔ اس مضمون سے یہ آیت اپنے مذکورہ دونوں پہلوؤں سے ربط رکھتی ہے۔

- اگر تشویش و ترغیب کے پہلو سے نگاہ ڈالیے تو مطلب یہ ہو گا کہ جس اللہ تعالیٰ کی تسبیح و بندگی میں اس کائنات کی ہر چیز سرگرم ہے جو ہر چیز پر غالب اور جس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ اس کی راہ میں جہاد سے اگر کوئی جان چرائے تو اس پر حیف (فسوس ہے!)۔
- بے نیازی کے پہلو سے نگاہ ڈالیے تو معلوم ہو گا کہ جب اس کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح و بندگی میں لگی ہوئی ہے اور حقیقی غالب و حکیم وہی ہے تو اس کو اس بات کی کیا پرواہ کیا ہو سکتی ہے کہ کچھ بزدل اس کی راہ میں جہاد سے جان چھڑاتے پھرتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اس سورۃ میں سج آیا ہے اور اگلی سورۃ میں تسبیح ہے۔ ان دونوں اسلوبوں میں یہ فرق ہے کہ ماضی بیان واقعہ اور بیان حقیقت کے لیے آتا ہے اور مضارع تصویر حال اور استمرار کا فائدہ بھی دیتا ہے۔ "العزیز الحکیم" کی دو صفتوں کا بغیر عطف کے بیان اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دونوں صفتیں موصوف میں بیک وقت پائی جاتی ہیں یعنی وہ بیک وقت ہر چیز پر غالب و قادر بھی ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت و مصلحت بھی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جو ذات ایسی صفات سے موصوف ہے۔ اس سے بڑھ کر بھروسہ کے قابل کسی اور کی ذات نہیں ہو سکتی۔⁴²

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلیؒ بیان کرتے ہیں کہ: "وقد بدئت السورہ بتسبیح اللہ سبحانہ وتنزیہہ وتمجیدہ تنبیہاً لعظمہ منزلہا، و بیان و بیان خطورہ ماترشد الیہ من وجوب الحفاظ علی وحدۃ الأئمہ الاسلامیہ، ووقوفہا صفیاً واحداً فی قتال الأعداء، وإعلاء کلمہ اللہ تعالیٰ، ثم یوم الذین یخالفون بعملہم أقوالہم"۔⁴³ اس سورۃ کی ابتداء اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تسبیح و تنزیہہ اور تمجید سے کی گئی اور قول و فعل کے تضاد کو ناپسند کیا گیا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِحَوَارِيِّهِ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ فَأَمَنَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ ۚ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ﴾⁴⁴ اے ایمان والو! تم اللہ کے مددگار بنو، جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے دعوت دی حواریوں کو کہ کون میرا مددگار بنتا ہے۔ اللہ کی راہ میں! حواریوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ کے انصار بنتے ہیں تو بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا۔ تو ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی تو وہ غالب رہے۔

امین احسن اصلاحیؒ بیان کرتے ہیں کہ اس سورۃ کا اختتام اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت و مدد کی دعوت پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے ان کی دعوت پر اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے حق کی نصرت و حمایت کی۔ آخر میں عیسیٰؑ کے حواریین کی پیروی کی دعوت ہے کہ حواریین کسی طرح دعوت کے کام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مدد کے لیے تیار ہو گئے۔ اور پھر خدا کی تائید اہل ایمان کو ہی حاصل ہوئی جو خدا کے بتائے ہوئے رستے پر کھڑے تھے اور اس کا دفاع کر رہے اور وہ بالآخر کفر پر غالب ہو گئے۔⁴⁵

اس سورۃ کے اختتام کے حوالے سے وہبۃ الزحیلی بیان کرتے ہیں کہ "ختمت السورہ ببیان ثمرہ الجہاد وهو النصر فی الدنیا وثواب المجاہدین فی الآخرہ، وأكدت ذلك بالأمره بنصره دين الله عزوجل، كمناصره الحواریین دين عيسى عليه السلام- وبالدعوة إلى نصره دين الله"۔⁴⁶ اس سورۃ کا اختتام جہاد کے بیان اور اس کی فضیلت و اہمیت پر کیا گیا اور کس طرح اللہ تعالیٰ مؤمنین کی غیبی مدد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دی گئی۔

■ سورۃ کے فاتح و خاتم میں ربط و مناسبت: امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں کہ فواتح و خواتم کے نظم و ربط میں قرآن کا ایک منفرد ہی اعجاز ہے۔ سورۃ کا اختتام تو تسبیح سے کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات "العزیز الحکیم" بیان کی گئیں اور اس کے خاتم میں بھی جن لوگوں نے حق کی طرف سبقت اور اس کی تائید و رفاقت کی نہایت اعلیٰ مثال قائم کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کو فتح عظیم کی بشارت سے نوازا اور بالآخر اللہ تعالیٰ غالب و حکمت والا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا دین ہی غالب رہا۔ لہذا اس سورۃ میں ربط کی نوعیت اخفی ہے۔⁴⁷

۵۔ سورۃ الجمعۃ:

یہ سورۃ بھی مسجحات میں شامل ہے پچھلی سورتوں کا آغاز "سبح" بصیغہ ماضی سے کیا گیا۔ لیکن اس سورۃ میں "یسبح" صیغہ مضارع کو استعمال کیا گیا۔ تغیر عنوان میں بلاغت و لطافت بھی اس بات کا سبب ہو گئی کہ صیغہ مضارع کی دلالت استمرار و دوام پر ہے۔ ﴿يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾⁴⁸

سید قطب شہیدؒ اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ "اس کا افتتاح اس اعلان کے ساتھ ہوا کہ کائنات میں ہر طرف صفات الہیہ کا ظہور ہے۔ اس سورۃ میں صلوٰۃ الجمعۃ کے کچھ احکام دیئے گئے ہیں لہذا یہ افتتاح اس مضمون کے ساتھ پوری مناسبت رکھتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مگن ہے۔ اس لیے بندے کا بھی یہ فرض ہے کہ دیگر کاموں سے وقت نکالے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو جائے۔" اس آیت میں اللہ کی چار صفات بیان کی گئی ہیں "الملک"۔ یعنی کائنات کا سچا اور مطلق بادشاہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔ دنیا میں جس کے پاس بھی حکومت و بادشاہت ہے محض عارضی ہے۔ اس صفت کی مناسبت موضوع سے یہ ہے کہ لوگ صلوٰۃ جمعہ اور خطبہ جمعہ سے تجارت اور دنیوی متاع کے لیے غافل ہوئے حالانکہ شہنشاہ مطلق اللہ تعالیٰ ہے۔ "قدوس": مبالغہ کا صیغہ ہے نہایت ایک اور نہایت منزہ۔ جو ہر قسم کی حاجت سے وراء ہے۔ العزیز: کی صفت اس مبالغہ کی مناسبت سے آئی ہے جو یہود پر پیش کیا گیا تھا کہ موت و حیات تو اسی مطلق عزیز کے ہاتھ میں ہے اگر کوئی انسان موت سے فرار کرے گا تو کیا وہ زبردست غالب خدا کی سلطنت و قبضہ اقتدار سے بچ سکے گا؟ "الحکیم" کی صفت کا بیان اس مناسبت سے ہے کہ اس صاحب حکمت نے اپنی مطلق دانائی اور علم و حکمت سے ایک برگزیدہ ہستی کو رسول بنا کر بھیجا تا کہ وہ تلاوت آیات، تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت کا کام سرانجام دے۔"⁴⁹

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی اس سورۃ کے اختتام کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "بدأت السورہ کسابقته بتنزیہ اللہ و تمجیدہ و وصفہ بصفات الکمال ثم أشادت بأوصاف النبی ﷺ خاتم النبیین ورحمہ اللہ المہدۃ وھی عروبتہ وتلاوتہ آیات القرآن علی قومہ وتزکیۃہم وتعلیمہم الكتاب والسنة۔"⁵⁰ اس سورۃ کی ابتداء بھی سابقہ سورتوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات و کمال اور بزرگی و برتری سے کی گئی۔ اور نبی ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا گیا۔

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهَ وَانْ انْقَضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكَوْكَ فَاِتِمَامًا فُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾⁵¹ پھر جب نماز ختم کر دی جائے تو

فواتح و خواتم سور مسجحات میں ترتیب و ربط کا جائزہ: منتخب تفاسیر کی روشنی میں

زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور جب وہ کوئی تجارت دیکھیں یا کوئی فضول بات تو اس کی طرف ٹوٹ پڑیں اور تجھ کو کھڑا چھوڑ جائیں کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ لہو سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر رازق ہے۔

امین احسن اصلاحی بیان کرتے ہیں کہ "سورۃ کا خاتمہ ان آیات میں کرنے کا مقصد مسلمانوں کے ایک گروہ کو باور کرانا ہے اگر تجارت کی طبع لوگوں کو جمعہ کے احترام اور رسول ﷺ کی موعظت سے زیادہ عزیز ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے بیع و شراء کی حقیقت نہیں سمجھی جو وہ اپنے رب سے کر چکے ہیں۔ ساتھ ہی اس ناقدری کے انجام سے بھی آگاہ فرمایا کہ یہ روش اختیار کر کے یہود اللہ تعالیٰ کی نعمت سے محروم ہو گئے۔ مسلمان فلاح چاہتے ہیں تو ان کی تقلید سے بچیں اور اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے احکامات پر چلیں گے تو اللہ تعالیٰ بہتر رزق دینے والا ہے"۔⁵²

وہبۃ الزحیلی بیان کرتے ہیں۔ "وختمت السورہ بالحث علی أداء صلاہ الجمعہ وایجاب السعی لہا بمجرد النداء الذی ینادی لہا بالأذان والإمام علی المنبر، وأباحث السعی وکسب الرزق عقب انتهاء الصلاہ وعانتبت المؤمنین الذین ترکوا النبی ﷺ وهو یخطب علی المنبر، ومسارعتهم لرؤیہ قافلہ التجارۃ"۔⁵³ اس سورۃ کا اختتام نماز جمعہ کے آداب و احکام پر کیا گیا اور کہا گیا کہ نماز کے بعد کسب معاش کے لیے نکلو اور دینی تجارت کو دنیاوی تجارت پر فضیلت دی گئی۔

■ سورۃ کے فاتح و خاتم میں ربط: مفتی محمد شفیع اس سورۃ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ "سورۃ کا آغاز جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد و ثناء سے اور اللہ تعالیٰ کی صفات سے کیا گیا۔ ویسے ہی اختتام بھی اللہ تعالیٰ کی صفت "الرزاق" پر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر دنیاوی مال و تجارت کو چھوڑ کر جمعہ کی ادائیگی کریں گے تو اللہ تعالیٰ بہتر رزق دینے والا ہے۔ اس سورۃ میں لفظی کی بجائے زیادہ تر معنوی ربط کو بیان کیا گیا ہے"۔⁵⁴

۶۔ سورۃ التغابن:

اس سورۃ کا نام آیت نمبر ۹ کے فقرے **ذٰلِکَ یَوْمَ التَّغَابُنِ** سے ماخوذ ہے یعنی وہ سورۃ جس میں لفظ تغابن آیا ہے۔ ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾⁵⁵ اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو زمین اور آسمان میں ہے اور اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی کہتے ہیں کہ اس سورۃ کا افتتاح بھی تسبیح و تقدیس سے کیا گیا۔ اس سورۃ کو بھی سورۃ الجمعہ کی طرح "یسبح" صیغہ مضارع سے شروع کیا گیا۔ اس تحمید کا مطلب یہ ہے کہ زمین سے لے کر آسمانوں کی وسعتوں تک ہر چیز اس بات کی گواہی دے رہی کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ پوری کائنات تنہا اسی کی سلطنت ہے۔ وہی اکیلا تعریف کا مستحق ہے اور قادر مطلق ہے جو کچھ کرنا چاہے کر سکتا ہے کوئی طاقت اس کی قدرت کو محدود کرنے والی نہیں۔⁵⁶

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی بیان کرتے ہیں کہ "ابتدأت ببيان بعض صفات اللہ الحسنی المتصلہ بجلال و قدرتہ و علمہ و خلقہ الانسان الذی یوئل أمرہ إلی احد قسمین، مؤمن و کافر"۔⁵⁷ اس سورۃ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و صفات، اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی علم و حکمت اور انسان کی تخلیق کا ذکر کیا گیا ہے۔ ﴿عَلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾⁵⁸

سورۃ کا اختتام بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر کیا گیا کہ وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ یعنی اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں اس کا غلبہ و تسلط ذرے ذرے پر محیط ہے۔ ہر چیز اس کے علم کے سامنے واضح ہے اور ساتھ ہی عزیز و حکیم بھی ہے وہ اپنی حکمت سے تدبیر عالم میں مصروف ہے۔ اسی حکمت و تدبیر کی وجہ سے کائنات کا نظام بخوبی چل رہا ہے۔

اس سورۃ کے اختتام کے حوالے سے وہبۃ الزحیلی لکھتے ہیں کہ "وختمت السورۃ بالأمر وبالتقویٰ والانفاق فی سبیل اللہ لإعلاء دینہ، وحذرت من الشح والبخل وأبانت مضاعفہ الثواب للمحسنین المنفقین من أجل إعلاء کلمہ اللہ تعالیٰ"۔⁵⁹ اس سورۃ کا اختتام تقویٰ اور انفاق فی سبیل اللہ کی تاکید پر کیا گیا اور کہا گیا کہ محسنین کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔

■ سورۃ کے فاتح و خاتم میں ربط کی مناسبت: اس سورۃ میں قرآن مجید کے اعجاز کا نمایاں پہلو واضح ہے کہ جس طرح سورۃ کے شروع میں ذات باری تعالیٰ کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ کا اختتام بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر کیا گیا ہے گویا کہ اس سورۃ کے فاتح و خاتمہ میں لفظی و معنوی دونوں طرح کا ربط پایا جاتا ہے۔

۷۔ سورۃ الاعلیٰ:

﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾⁶⁰۔ اس سورۃ کا آغاز بھی باقی سورتوں کی طرح تسبیح و تحمید سے کیا گیا ہے۔ لفظ تسبیح میں تنزیہ کا پہلو غالب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ان تمام باتوں سے پاک قرار دینا جو اس کی اعلیٰ شان کے منافی ہیں۔ سید قطب کہتے ہیں کہ: اس سورۃ میں "سبح" یعنی امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اور اس کا خطاب ابتداء "رسول" کے ساتھ ہے اور یہ امر حضرت محمد ﷺ کو اللہ رب العزت کی طرف سے ملا ہے۔ اس میں تلتف اور ایناس کا وہ درجہ ہے جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ اس امر کی استجابت ہے جو ان آیات میں وارد ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی اور فضل و کرم کے ساتھ ان کلمات کے ذریعے سے اپنی ذات رفیع کا بندوں سے تعارف کرایا ہے اور ذات کا تعارف صفات کے ذریعے سے ہی ہوتا ہے۔ پہلی آیت میں توحید کی تعلیم کو اس ایک فقرے میں سمیٹ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح کی جائے یعنی اس کو کسی ایسے نام سے یاد نہ کیا جائے جو اپنے اندر کسی قسم کے نقص، عیب، کمزوری یا مخلوقات سے تشبیہ کا کوئی پہلو رکھتا ہو بلکہ عقیدے کی تصحیح کے لیے سب سے مقدم یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کو صرف ان اسماء حسنیٰ سے یاد کیا جائے جو اس کی ذات کے لیے موزوں و مناسب ہیں۔⁶¹

اس سورۃ کی ابتداء کے حوالے سے ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی بیان کرتے ہیں کہ "افتتحا هذه السورۃ بقول اللہ تعالیٰ (سبح اسم ربک الاعلیٰ) ای نزه اللہ عزوجل عن کل نقص، وصفہ بكل صفات التحمید والتسبیح و التعظیم: لأنه العلی الاعلیٰ من کل شیء فی الوجود"۔⁶² اس سورۃ کا آغاز اللہ تعالیٰ کا قول (سبح اسم رب الاعلیٰ) یعنی کہ اللہ عزوجل ہر نقص و عیب سے مبرا ہے۔ اور تسبیح و تحمید کی تمام صفات اس کی ذات میں چھپی ہیں اور وہ ہر شے سے اعلیٰ و برتر ہے۔

﴿إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ﴾⁶³ اس سورۃ کے آخری حصہ میں بتایا گیا ہے کہ فلاح پائی اس شخص نے جو پاک ہوا اور اس نے اپنے رب کے نام کی تسبیح کی۔ اس حوالے سے امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں کہ ہر نبی اور ہر رسول نے یہی (توحید کی) تعلیم دی۔ اسلام کا اصولی عقیدہ ہر زمانے اور وقت میں ایک رہا ہے۔ تمام پیغمبروں کا دین یہی اسلام تھا۔ اور قیامت تک یہی رہے گا۔ لہذا ان آخری آیات سے یہ معلوم ہوا کہ ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام پر بھی صحائف کا نزول ہوا۔ تاہم ان سب میں توحید و رسالت اور

فوائح و خواتم سور مسجات میں ترتیب و ربط کا جائزہ: منتخب تفاسیر کی روشنی میں

آخرت کی تعلیم نہایت واضح اور مؤثر الفاظ میں کثرت سے موجود ہے۔ اس سورۃ کا اختتام بھی صحائف کی تعلیمات (یعنی توحید و آخرت) پر ہوا۔⁶⁴

اس سورۃ کے اختتام کے حوالے سے وہبہ الزحیلی رقمطراز ہیں۔ "وختمت السورہ ببیان فلاح کل من طهر نفسه من الکفر والشک والمعاصی، وتذکر دائمافی نفسه جلال اللہ وعظمته، ولم یؤثر الدنیا علی لآخره، وعرف أن هذه الأصول الاعتقادیہ والخلقیہ قدیمہ جاءت بها جمیع الشرائع الالهیہ: ﴿قد افلح من تزکی﴾"⁶⁵ اس سورۃ کا اختتام کفر و شرک اور طہر نفس پر کیا گیا اور دینی و دنیاوی زندگی کے ساتھ آخرت کا ذکر کیا گیا کہ آخرت کی زندگی دائمی وابدی ہے۔

■ سورۃ کے فاتح و خاتم میں ربط: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ "قرآن مجید کے نظم و ربط کا یہی منفرد اعجاز ہے کہ جس طرح سورۃ کے آغاز میں تسبیح کے ساتھ توحید کو جوڑا گیا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے نام کی ہی تسبیح کی جائے اور اسی کو تمام صفات کے ساتھ واحد و یکتا مانا جائے۔ اسی سورۃ کے اختتام میں بھی قرآن مجید کے ساتھ صحف ابراہیم و موسیٰ کا ذکر اس حسن ترتیب سے کیا گیا کہ ان صحائف میں بھی توحید و آخرت کا ذکر موجود ہے۔ اختتام اس بات پر کیا گیا کہ فلاح صرف انہی لوگوں کے لیے ہے جو عقائد و اخلاق اور اعمال کی پاکیزگی اختیار کریں اور اپنے رب کا ذکر کریں۔"⁶⁶

❖ حاصل کلام:

اگر سورتوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہمیں ہر سورۃ میں ایک ربط نظر آتا ہے جس سے موضوع کی فصاحت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں کہ قرآن کی ہر سورۃ میں اگر کوئی متعین مقصد نہ ہوتا جس کے پورے ہونے سے سورۃ پوری ہوتی ہو تو یہ الگ الگ حد بندیوں کی کیا ضرورت تھی؟ سارے قرآن کو ایک ہی سورۃ بنا دیا جاتا جب سورتوں کے لیے کوئی خاص مقدار نہیں ٹھہرائی گئی بڑی چھوٹی ہر طرح کی سورتیں ہوئیں تو اگر ہر سورۃ کے اندر کوئی نظم و وحدت مد نظر نہیں ہے تو آیتوں کو ایک لڑی میں پرونے کی کیا ضرورت تھی؟ اجزاء یوں ہی بکھیر دیئے جاتے اگر سطر کے برابر اجزاء ہوتے تب بھی کوئی مضائقہ نہ ہوتا۔ شاہ ولی اللہؒ کی خواتم السور القرآن پر مفصل گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ "جس طرح مکاتیب کلمات کو جامع اور وصایاے نادرہ اور احکامات سابقہ کے لیے تاکیدات اور ان کی مخالفت کرنے والے تہدیدات پر ختم کرتے ہیں۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے بھی سورتوں کے آخری حصہ کو کلمات جامع اور حکمت کے سرچشموں اور تاکیدات بلیغہ اور تہدیدات عظمیہ پر ختم فرمایا، مزید فرماتے ہیں کہ "جس طرح بعض مکاتیب کا اختتام کبھی جامع کلمات پر کیا جاتا ہے اور کبھی اچھی اچھی وصیتوں اور نصیحتوں پر، اسی انداز پر قرآن مجید میں بھی مختلف سورتوں کو کبھی جامع الکلم پر اور کبھی احکام کے لواحق پر اور کبھی انتہائی سخت قسم کی تاکید پر تمام کیا جاتا ہے۔ تسبیح کی اہمیت کے حوالے سے سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں: "وقد جاء فی القرآن الکریم: (یا جبال اوبی معه والطیر) فاذا الجبال کالطیر تودب مع داؤد! وجاء فی الاثر "۔⁶⁷ قرآن کہتا ہے کہ پہاڑ اور پرندے داؤد علیہ السلام کی تسبیح رب کائنات کا جواب دیتے تھے۔ سارا وجود (تمام اشیاء چرند، پرند، اس کے ساتھ ہو کر حمد و تسبیح خداوندی کا فریضہ سرانجام دیتا تھا۔

❖ نتائج تحقیق: تمام تفصیلات اس بات کو واضح کرتی ہیں قرآن مجید کی سورتوں کا اختتام اتنے بہترین کلام پر ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ عمدگی اور حسن کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن مجید میں اس کی عمدگی یہ ہے کہ یہ چونکہ ماسبق کلام کا خلاصہ ہوتے ہیں اور پورے موضوع کو

احاطہ کیے ہوتے ہیں۔ انسان نہ ہی یہ سوچ اور محسوس کر سکے کہ اس سے بہتر کوئی اختتام کیا جاسکتا تھا۔ یہ نظم و ربط صرف مجموعی طور پر قرآن حکیم کا ہی خاصہ نہیں بلکہ تمام سورتوں کی ہر آیت کا جن سے قرآن حکیم کی وحدت ہے کا بھی حصہ ہے اسی طرح فاتح و خواتم السور القرآن میں بھی باہمی ربط موجود ہوتا ہے اور یہ نظم کلام کی خصوصیات میں سے ہے۔

❖ تجاویز و سفارشات:

- اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور تمام رسولوں کے اقرار کی پختگی ہی ایمان کی بنیادی شرط ہے لہذا تقویٰ کی تکمیل سے ہی ایمان کی بنیادیں گہری اور مستحکم ہوں گی۔
- معاشرتی و معاشی معاملات سے نبرد آزما ہونے کے لئے معاشرے کو اسلام کے دیئے ہوئے طرز فکر کو اپنایا جائے نیز نبیؐ کے کامل اسوہ حسنہ کی پیروی کی جائے۔ امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ جذبہ جہاد کو صحیح اسلامی خطوط پر استوار کر کے نئی نسل تک منتقل کیا جائے۔ مسلمانوں کے نظری و فطری انتشار کا خاتمہ کیا جائے اور اس سلسلے میں عقیدہ فکر و عمل ہی وحدت امت کی بنیاد فراہم کر سکتا ہے۔
- عدل اجتماعی اور اسلامی معاشرے کو فروغ دیا جائے۔ کسب حرام سے اجتناب اور رزق حلال کے حصول کو یقینی بنایا جائے۔ صالح معاشرے کا قیام امن میں لانے کے لئے حکومت اور انتظامی احکام کی ذمہ داری ہے کہ اس سلسلے میں اسلامی لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔ زر پرستی، حرص مال اور اسراف و تبذیر سے گریز کیا جائے نیز زکوٰۃ کے طریقے کو مزید بہتر کیا جائے تاکہ اس سے معاشرہ مزید مستحکم ہو سکے۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات

- 1۔ الفراهیدی، خلیل احمد، کتاب اللعین، (بیروت: انتشارات اسوہ، ۱۴۱۴ھ)، بذیل مادہ، س۔ب۔ج، ج ۲، ص ۷۸۱
Al Farāhīdī, Khalīl Ahmad, (Beruit: Intisharāt e Oswa, 1414h), Vol: 2, P: 781.
- 2۔ افریقی، ابن منظور، لسان العرب، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۸ھ)، بذیل مادہ، س۔ب۔ج، ج ۲، ص ۱۴۴
Afrīqī, Ibn e Manzūr, Lisān ul Arab, (Beruit: Dār Ihyā ul Turāth al Arabī, 1408h), Vol: 6, P: 144.
- 3۔ وحید الزمان قاسمی، مولانہ، القاموس الوحید، (لاہور: ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۱ء)، ص ۴۱۱
Wahīd uz Zamān, Qasmi, Al Qamūs ul Wahīd, (Lahore: Idara Islamiyāt, 2001AD), P: 411
- 4۔ جبران مسعود، الرائد، (بیروت: دار العلم للملائیین، ۱۹۸۶ء)، بذیل مادہ، س۔ب۔ج، ج ۲، ص ۸۷۶
Jabran Masoud, Al Rāid, (Beruit: Dār ul Ilm Lilmlamiyeen, 1986AD), Vol: 2, P: 876
- 5۔ محمد عبد نیب، چند سورتیں ایک نام، (لاہور: مشربہ علم و حکمت، ۱۴۳۴ھ)، ص ۲۶
Muhammad Abd Muneeb, Chand Sūrtain Aik Nām, (Lahore: Mashraba Ilm o Hikmat, 1434h), P: 26
- 6۔ السیوطی، جلال الدین، علامہ، الاقنآن فی علوم القرآن، (مصر: إدارة دار العلم للملائیین، س۔ن)، ج ۲، ص ۱۳۵
Al Siyutī, Jalāl ud Din, Allama, Al Ittiqān fī Ulūm ul Qurān, (Egypt: Idārah Dar ul Ilm Lilmlamiyeen), Vol: 2, P: 135.
- 7۔ الاقنآن فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۱۷۰؛
Al Ittiqān fī Ulūm ul Qurān, Vol: 2, P: 170.
- 8۔ زمخشري، محمود بن عمر، الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوه التاویل، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س۔ن)، ج ۱، ص ۳۵؛
Zamakhsharī, Mahmood Bin Umar, Al Kashāf an Haqāiq at Tanzīl wa Ayūn ul Aqawīl fī Wajūhu Tawīl, (Beruit: Dār Ihyā ul Turāth al Arabī), Vol: 1, P: 35
- 9۔ ابن منظور الافریق، لسان العرب، (بیروت: دار الحیاء التراث العربی، الطبعة الثانی، ۱۴۰۸ھ)، بذیل مادہ، ف۔ت۔ج، ج ۶، ص ۱۴۴
Afrīqī, Ibn e Manzūr, Lisān ul Arab, (Beruit: Dār Ihyā ul Turāth al Arabī, 1408h), Vol: 6, P: 144.

فواتح و خواتم سور مسجحات میں ترتیب و ربط کا جائزہ: منتخب تفاسیر کی روشنی میں

- ¹⁰۔ السیوطی، جلال الدین، علامہ، الاتقان فی علوم القرآن (قاہرہ: مطبعہ تجازی، ۱۳۶۷ھ)، ج ۲، ص ۲۰۴
Al Siyutī, Jalāl ud Din, Allama, Al Ittiqān fī Ulūm ul Qurān, (Cairo: Matbah Hijazi, 1367h), Vol:2, P:204.
- ¹¹۔ لسان العرب، ج ۲، ص ۱۶۳
Lisān ul Arab, Vol:2, P:163.
- ¹²۔ المنجد، ص ۸۵۱
Al Munjad, P:851.
- ¹³۔ الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۰۲
Al Ittiqān fī Ulūm ul Qurān, Vol:1, P:102.
- ¹⁴۔ الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۰۸
Al Ittiqān fī Ulūm ul Qurān, Vol:1, P:108.
- ¹⁵۔ ایضاً، ج ۱، ص ۱۱۳
Ibid, Vol:1, P:108.
- ¹⁶۔ شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول تفسیر، مترجم: غلام احمد حریری، (کراچی: مطبعہ سعیدی، ۱۳۸۲ھ)، ص ۵۹
Shah Walī Ullah, Al Fouz ul Kabīr fī Asūl e Tafsīr, (Karachi: Matbah Saadi, 1328h), P:59.
- ¹⁷۔ فراہی، حمید الدین، مولانا، مجموعہ تفاسیر فراہی، (لاہور: مکتبہ جدید پریس، مئی ۲۰۰۸ء)، ص ۸۳
Frāhī, Hamīd ud Dīn, Molana, Majmūa Tafasīr e Farāhī, (Lahore: Maktbah Jadid Press, 2008AD), P:83.
- ¹⁸۔ الفوز الکبیر فی اصول تفسیر، ص ۱۱۴
Al Fouz ul Kabīr fī Asūl e Tafsīr, P:114.
- ¹⁹۔ الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۲۰۵
Al Ittiqān fī Ulūm ul Qurān, Vol:2, P:205.
- ²⁰۔ محمد مالک کاندھلوی، منازل العرفان فی علوم القرآن، (لاہور: مکتبہ ناشران قرآن، س۔ن)، ص ۳۴۵
Muhammad Mālik Kandhalwi, Manāzal al Irfān fī Ulūm ul Qurān, (Lahore: Maktabah Nasheraan e Quran), P: 345.
- ²¹۔ الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۲۶۲
Al Ittiqān fī Ulūm ul Qurān, Vol:2, P:262.
- ²²۔ سورۃ بنی اسرائیل ۱: ۱
Banī Israīl 17:01
- ²³۔ اصلاحی، امین احسن، علامہ، تدبر قرآن، (لاہور: فاران پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء)، ج ۴، ص ۳۱۳
Islahī, Amīn Ehsān, Allāma, Tadabbar e Qurān, (Lahore: Fārān Publications, 2000AD), Vol:4, P:313
- ²⁴۔ وحید الزحلی، الدكتور، التفسیر المنیر فی القصیدۃ و شریعۃ المنج، (بیروت: دار الفکر المعاصر، الطبعة الاولى، ۱۴۱۱ھ)، ج ۶، ص ۱۵
Wahba Al Zuhailī, Dr., Al Tafsīr ul Munīr fī qasīdah wa Sharīah tul Manhaj, (Beruit: Dār ul Fikr al Muāsar, 1411h), Vol:6, P:15.
- ²⁵۔ بنی اسرائیل ۱: ۱۱۱
Banī Israīl 17:111
- ²⁶۔ التفسیر المنیر، ج ۶، ص ۱۵
Tafsīr ul Munīr, Vol:6, P:15
- ²⁷۔ تدبر قرآن، ج ۴، ص ۳۱۳
Tadabbar e Qurān, Vol:4, P:313
- ²⁸۔ الحدید ۵: ۵۷: ۱: اللہ ہی کی تسبیح کرتی ہیں ساری چیزیں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔
Al Hadīd 57:01
- ²⁹۔ تدبر قرآن، ج ۵، ص ۱۹۲
Tadabbar e Qurān, Vol:5, P:192

³⁰ - حقانی، ابو عبد اللہ، محمد عبد الحق، مولانا، تفسیر فتح المنان المعروف تفسیر حقانی، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، س۔ن)، ج ۷، ص ۳۸
Haqqanī, Abu Abdullah, Abdul Haqq, Tafsīr Fatah ul Mannān: Tafsīr Haqqanī, (Lahore: Al Faisal Nashirān o Tajrān Kutub), Vol:7, P:38

³¹ - تفسیر المنیر، ج ۲، ص ۲۸۸

Tafsīr ul Munīr, Vol:27,P:288

³² - الحدید ۵۷: ۲۹

Al Hadīd 57:29

³³ - سید قطب شہیدؒ، تفسیر فی ظلال القرآن، (بیروت: مطبعة دار الشروق، ۱۳۰۵ھ)، ج ۹، ص ۵۱۵
Sayed Qutub Shahīd, Tafsīr Fī Zilālil Qurān, (Beruit, Matbah Dar ul Sharūq, 1305h), Vol:9,P:515.

³⁴ - تفسیر المنیر، ج ۲، ص ۲۸۸

Tafsīr ul Munīr, Vol:27,P:288

³⁵ - الحشر ۵۹: ۱

Al Hashr 59:01

³⁶ - تدبر قرآن، ج ۷، ص ۳۱۵

Tadabbar e Qurān, Vol:7,P:315

³⁷ - تفسیر المنیر، ج ۲۸، ص ۶۳

Tafsīr ul Munīr, Vol:28,P:63

³⁸ - الحشر ۵۹: ۲۴

Al Hashr 59:44

³⁹ - تدبر قرآن، ج ۷، ص ۳۱۵

Tadabbar e Qurān, Vol:7,P:315

⁴⁰ - تفسیر المنیر، ج ۲۸، ص ۶۳

Tafsīr ul Munīr, Vol:28,P:63

⁴¹ - الصف ۶۱: ۱

Al Saff 61:01

⁴² - فی ظلال القرآن، ج ۱۰، ص ۱۲۱

Fī Zilālil Qurān, Vol:10,P:121

⁴³ - تفسیر المنیر، ج ۲۸، ص ۱۵۷

Tafsīr ul Munīr, Vol:28,P:157

⁴⁴ - الصف ۶۱: ۱۴

Al Saff 61:14

⁴⁵ - تدبر قرآن، ج ۶، ص ۳۵۳

Tadabbar e Quran, Vol:6,P:353

⁴⁶ - تفسیر المنیر، ج ۲۸، ص ۱۵۸

Tafsīr ul Munīr, Vol:28,P:158

⁴⁷ - تدبر قرآن، ج ۶، ص ۳۶۹

Tadabbar e Quran, Vol:6,P:369

⁴⁸ - الجمعة ۶۲: ۱

Al Jummah 62:01

⁴⁹ - فی ظلال القرآن، ج ۱۰، ص ۹۷

Fī Zilālil Qurān, Vol:10,P:97

- 50۔ تفسیر المنیر، ج ۲۸، ص ۱۸۱
Tafsīr ul Munīr, Vol:28,P:181
- 51۔ الجمعۃ ۶۲: ۱۰-۱۱
Al Jummah 62:10-11
- 52۔ تدبر قرآن، ج ۶، ص ۳۷۷
Tadabbar e Quran, Vol:6,P:377
- 53۔ تفسیر المنیر، ج ۲۸، ص ۱۸۷
Tafsīr ul Munīr, Vol:28,P:187
- 54۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، (کراچی: دائرۃ المعارف، ۱۹۹۰ء)، ج ۶، ص ۳۳۶
Muhammad Shafi, Mufti, Māraf ul Qurān, (Karachi: Daira tul Muaraf, 1990AD), Vol:6, P:436.
- 55۔ التخابن ۶۲: ۱
Al Taghābun 64:01
- 56۔ تفہیم القرآن، ج ۵، ص ۵۸
Tafhīm ul Qurān, Vol:5,P:58
- 57۔ تفسیر المنیر، ج ۲۸، ص ۳۷۷
Tafsīr ul Munīr, Vol:28,P:377
- 58۔ التخابن ۶۲: ۱۸؛ حاضر اور غیب ہر چیز کو جانتا ہے زبردست حکمت والا اور دانائے۔
Al Taghābun 64:18
- 59۔ تفسیر المنیر، ج ۲۸، ص ۳۷۸
Tafsīr ul Munīr, Vol:28,P:368
- 60۔ الا علیٰ ۸۷: ۱؛ اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو سب سے بلند ہے۔
Al Aa'laa 87:01
- 61۔ فی ظلال القرآن، ج ۱۰، ص ۵۳۹
Fī Zilālil Qurān, Vol:10,P:539
- 62۔ تفسیر المنیر، ج ۳۰، ص ۱۸۶
Tafsīr ul Munīr, Vol:30,P:186
- 63۔ الا علیٰ ۸۷: ۱۸-۱۹
Al Aalaa:18-19
- 64۔ تدبر قرآن، ج ۹، ص ۳۲۱
Tadabbar e Quran, Vol:9,P:321
- 65۔ تفسیر المنیر، ج ۳۰، ص ۱۸۷
Tafsīr ul Munīr, Vol:30,P:187
- 66۔ تفہیم القرآن، ج ۶، ص ۳۰۹
Tafhīm ul Qurān, Vol:6,P:309
- 67۔ فی ظلال القرآن، ج ۶، ص ۳۶۷
Fī Zilālil Qurān, Vol:6,P:367